یورپین پارلیمنٹ میں حضور انور ایدہ اللہ کا نہایت اہم تاریخی خطاب

تعوّذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: آپ سب معزز مہمانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اور امن و سلامتی نصیب ہو۔ سب سے پہلے مَیں اس تقریب کا انتظام کرنے والوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجھے موقع فراہم کیا کہ مَیں یہاں یورپین پارلیمنٹ میں آپ سب سے مخاطب ہوسکوں۔ مَیں تمام وفود کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو مختلف ممالک کی نمائندگی کررہے ہیں اور اُن مہمانوں کا بھی جو بڑی تگ و دَو کرکے یہاں شریک ہوئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وہ لوگ جو احمدیہ مسلم جماعت سے اچھی طرح واقف ہیں، یا بعض ایسے بھی جو کم واقف ہیں اور ان کے انفرادی طور پر احمدیوں سے رابطے ہیں، وہ اس بات سے بکلّی واقف ہوں گے کہ بطور جماعت ہم مسلسل دنیا کی توجہ امن کے قیام اور تحفّظِ عامہ کی طرف دلاتے رہتے ہیں۔ اور یقیناً ہم اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنی بساط کے مطابق پوری کوششیں کرتے ہیں۔ احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے جب بھی کوئی موقع بنتا ہے مَیں ایسے معاملات پر باقاعدگی سے بات کرتا ہوں۔ میں ہمیشہ امن کے قیام اور باہمی محبت کی طرف توجہ دلاتا ہوں، یہ کوئی ایسی نئی تعلیم نہیں ہے جو کہ احمدیہ جماعت لے کر آئی ہے حالانکہ سچ تو یہ ہے کہ امن اور باہمی موافقت کا قیام بانی جماعت احمدیہ کے آنے کے اہم ترین مقاصد میں سے ایک مقصد تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا ہر عمل ان تعلیمات کے مطابق ہے جو بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے 1400 سال بعد وہ اعلیٰ تعلیمات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے، بدقسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت ان تعلیمات کو بھول چکی تھی اور حقیقی اسلام کو ازسرِ نو زندہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مبعوث فرمایا، اور یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق تھا۔ مَیں آپ سب سے گزارش کرتا ہوں کہ جب میں دنیا میں امن اور ہم آہنگی کے قیام کے تعلق میں اسلامی تعلیمات پیش کروں گا تو اس بات کو اپنے ذہن میں رکھیں۔ میں یہ بھی بیان کردوں کہ امن وتحفظ کے اور بہت سے پہلو ہیں، جہاں ہر ایک پہلو اپنی جگہ انفرادی طور پر اہمیت کا حامل ہے وہاں یہ بھی نہایت اہم ہے کہ کس طرح ہر ایک پہلو دوسرے پہلو سے باہمی ربط رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر معاشرہ میں امن کے قیام کا سب سے بنیادی عنصر گھریلو سکون اور ہم آہنگی ہے۔ کسی بھی گھر کی صورتحال صرف گھر تک ہی محدود نہیں بلکہ اس کا مقامی علاقہ پر گہرا اثر ہوتا ہے اور پھر اس علاقہ کا اثر وسیع تر علاقہ اور شہر کے امن پر پڑتا ہے۔ اگر گھر میں بے سکونی ہو تو اس کا اثر مقامی علاقہ پر ہوگا اور پھر اس مقامی علاقہ کا اثر قصبہ یا شہر پر ہوگا۔ اسی طرح ایک شہر کی امن کی صورتحال پورے ملک کی مجموعی صورتحال پر اثر انداز ہوگی اور پھر پورے ملک کی صورتحال ریجن یا تمام دنیا کے امن وسکون کو متاثر کرے گی۔ لہٰذا یہ بات واضح ہے کہ اگر آپ امن کے صرف ایک پہلو کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں تو آپ کو دیکھنا ہوگا کہ اس کا دائرہ محدود نہیں ہے بلکہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں کہیں بھی امن متاثر ہو وہاں دوبارہ سے امن بحال کرنے کے لئے ظاہری وجوہات اور درپردہ اصل وجوہات پر بنا کر کے مختلف حکمتِ عملیاں درکار ہوتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب ہم اس بات کو ذہن میں رکھیں تو یہ واضح ہے کہ ان تمام مسائل پر تفصیلی بحث کرنا اُس سے بہت زیادہ وقت چاہتا ہے جتنا وقت اب میسر ہے۔ تاہم میں کوشش کروں گا کہ چند پہلوؤں پر اسلام کی حقیقی تعلیم کا احاطہ کرسکوں۔

دورِ حاضر میں ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے خلاف بہت سے اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں اور دنیا کی بدامنی اور فساد کا اکثر الزام مذہب کے سرتھوپا جاتا ہے۔ اسلام لفظ کا مطلب ہی امن اور سلامتی ہے لیکن اس حقیقت کے باوجود اس قسم کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ مزید یہ کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو دنیا میں امن کے قیام کے لئے معین رہنمائی دیتا ہے اور اس مقصد کے قیام کے لئے مختلف اصول وضع کرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قبل اس کے کہ مَیں آپ کے سامنے اسلام کی امن پسند اور سچی تعلیمات کی ایک جھلک پیش کروں، مَیں اختصار کے ساتھ دنیا کی موجودہ صورتِ حال بیان کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان معاملات کو پہلے ہی سے بہت اچھی طرح جانتے ہوں گے لیکن مَیں اس کو اجاگر کرنا چاہتا ہوں تا کہ جب مَیں اسلام کی حقیقی تعلیمات پیش کروں تو اس وقت یہ صورتِ حال آپ کے سامنے ہو۔ ہم جانتے ہیں بلکہ سب اس بات کو مانتے ہیں کہ دنیا ایک گلوبل ویلیج بن چکی ہے۔ جیسا کہ جدید ذرائع آمدورفت یا میڈیا، انٹرنیٹ اور متعدد دیگر ذرائع سے ہم سب باہم ملے ہوئے ہیں۔ یہ تمام عناصر ایسے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے دنیا بھر کی قومیں اس حد تک ایک دوسرے سے قریب آچکی ہیں جتنی پہلے کبھی بھی نہ تھیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف نسلوں، مذاہب اور قومیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد ایک ساتھ رہتے ہیں۔ یقیناً بہت سے ممالک میں ایک بڑی تعداد دوسرے ممالک سے آنے والے مہاجرین پر مشتمل ہے۔ یہ مہاجرین اس حد تک معاشرہ میں گھل مل گئے ہیں کہ اب حکومتوں کے لئے انہیں نکالنا بہت ہی مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ تاہم اس امیگریشن کو روکنے کے لئے بہت سے اقدامات کئے جارہے ہیں اور قوانین سخت کئے جارہے ہیں لیکن پھر بھی بہت سے ایسے ذرائع ہیں جن سے ایک ملک کا شہری دوسرے ملک میں داخل ہوسکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: غیر قانونی تارکینِ وطن کے معاملہ کو ایک طرف چھوڑ بھی دیں تب بھی متعدد بین الاقوامی قوانین موجود ہیں جو ایسے افراد کو تحفظ فراہم کرتے ہیں جو کسی وجہ سے اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہوں۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کثیر تعداد میں مہاجرین کے باعث مختلف ممالک میں بے چینی اور اضطراب بڑھ رہا ہے۔ اس چیز کی ذمہ داری دونوں فریق، یعنی مہاجرین اور مقامی لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ ایک طرف تو بعض مہاجرین ایسے ہیں جو مقامی آبادی میں گھلنا ملنا نہیں چاہتے اور اس وجہ سے وہ مقامی افراد کے جذبات کو انگیخت کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف بعض مقامی ایسے ہیں جو عدم برداشت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور آنے والوں کے لئے تنگ دلی ظاہر کرتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ نفرت بڑی خطرناک حد تک بڑھ جاتی ہے۔ خاص طور پر مغربی ممالک میں بعض مسلمانوں اور بالخصوص مہاجرین کے منفی رویہ کے ردِعمل کے طور پر مقامی لوگوں میں اس نفرت اور دشمنی کا اظہار اسلام کے خلاف ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ ردِعمل اور نفرت کسی چھوٹے پیمانے پر نہیں بلکہ انتہائی وسیع پیمانے تک پھیل سکتی ہے اور پھیلتی بھی ہے۔ اسی وجہ سے مغربی رہنما باقاعدگی سے ان مسائل پر بات کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ جرمن چانسلر اسی وجہ سے یہ کہتی ہوئی نظر آتی ہیں کہ مسلمان جرمنی کا حصہ ہیں اور وزیرِاعظم برطانیہ مسلمانوں کو معاشرے میں گھلنے ملنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے سنائی دیتے ہیں اور بعض ممالک کے رہنما تو مسلمانوں کو دھمکیاں دینے کی حد تک بھی گئے ہیں۔ داخلی مسائل کی صورتحال اگر سنگین نہ بھی سہی مگر اس حد تک ضرور خراب ہوچکی ہے کہ یہ پریشانی کا باعث بن چکی ہے۔ یہ معاملات مزید سنگینی اختیار کرسکتے ہیں اور امن کی تباہی کا باعث ہوسکتے ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہونا چاہئے کہ ایسے حالات کا اثر صرف مغرب تک محدود نہ ہوگا بلکہ اس سے تمام دنیا اور خاص کر مسلمان ممالک متاثر ہوں گے۔ اس کی وجہ سے مغربی اور مشرقی دنیا کے باہمی تعلقات سخت طور پر متاثر ہوں گے۔ لہٰذا صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے اور امن کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ تمام فریق باہم مل کر کوشش کریں۔ حکومتوں کو ایسی پالیسیاں ترتیب دینی چاہئیں جن سے باہمی احترام کو فروغ اور تحفظ ملے اور جن پالیسیوں سے دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہو یا کسی طور پر نقصان پہنچتا ہو ایسی پالیسیاں یکسر ختم ہونی چاہئیں۔ جہاں تک مہاجرین کا تعلق ہے انہیں بخوشی نئے معاشرے میں ہم آہنگ ہونا چاہئے اور مقامی افراد کو چاہئے کہ وہ نئے آنے والوں کے لئے اپنے دل کھولیں اور برداشت اپنائیں۔ مزید یہ کہ مسلمانوں کے خلاف پابندیاں لگانے سے امن حاصل نہیں کیا جاسکتا کیونکہ صرف یہ پابندیاں لوگوں کے ذہنوں اور تصورات کو تبدیل نہیں کر سکتیں۔ یہ صرف مسلمانوں سے متعلق نہیں ہے بلکہ جب کبھی بھی کسی شخص کو مذہبی یا اعتقادی طور پر زبردستی دبایا جاتا ہے تو اس کا منفی ردِعمل ظاہر ہوتا ہے جو کہ امن کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ بعض ممالک میں بالخصوص مقامی افراد اور مسلمان مہاجرین کے مابین لڑائی جھگڑے بڑھ رہے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ دونوں اطراف عدم برداشت پائی جاتی ہے اور ایک دوسرے کو جاننے میں ایک قسم کی روک مانع ہے۔ یورپ کے رہنماؤں کو یہ جاننا چاہئے کہ یہ ایک حقیقت ہے اور اس بات کا احساس کریں کہ بین المذاہب ہم آہنگی اور برداشت پیدا کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔ یہ اس لئے بھی ناگزیر ہے تا کہ ہر یورپین ملک کے درمیان اور خاص کر یورپین ممالک اور مسلم ممالک کے درمیان خیر خواہی کی فضا قائم ہو اور تا کہ دنیا کا امن تباہ نہ ہو۔ میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ اس قسم کی تفریق اور مسائل کی بنیاد صرف مذہب اور دینی اعتقادات پر نہیں اور یہ صرف مغربی اور مسلم ممالک کے درمیان اختلافات کا سوال نہیں ہے بلکہ درحقیقت اس بے چینی کا ایک اہم سبب عالمی معاشی بحران ہے۔ دراصل جب یہ موجودہ معاشی بحران یا credit crunch نہیں تھا تو کسی کو پرواہ بھی نہیں تھی کہ مسلم، غیر مسلم یا افریقن مہاجرین اس کثرت سے بڑھ رہے ہیں۔ لیکن اب صورتحال مختلف ہے اور اسی صورتحال نے اس تمام تناظر کو جنم دیا ہے۔ اس (معاشی بحران) نے یورپین ممالک کے باہمی تعلقات کو بھی متاثر کیا ہے اور یورپین ممالک اور قوموں کے مابین غصہ اور ناراضگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ مایوسی کی یہ حالت ہر طرف نظر آتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یورپین یونین کا قیام یورپین ممالک کی ایک بہت بڑی کامیابی ہے کیونکہ یہ تمام برِّاعظم کو متحد کرنے کا ذریعہ ہے اور آپ سب کو اس اتحاد کو برقرار رکھنے کے لئے ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ عوام الناس کی پریشانیوں اور خوف کا ہر حال میں ازالہ ہونا چاہئے۔ ایک دوسرے کے معاشرے کا تحفظ کرنے کے لئے ہمیں ایک دوسرے کے جائز اور منصفانہ مطالبات بخوشی قبول کرنے چاہئیں اور ہر ملک کے لوگوں کے مطالبات یقیناً جائز اور منصفانہ ہی ہونے چاہئیں۔ یاد رکھیں کہ یورپ کی طاقت کا راز اس کے اسی طرح باہم ایک ہونے اور متحد رہنے میں ہے۔ ایسا اتحاد نہ صرف آپ کو یہاں یورپ میں فائدہ دے گا بلکہ عالمی سطح پر بھی اس برِّاعظم کو اپنی مضبوطی اور اثر ورسوخ قائم رکھنے میں مدد ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: درحقیقت اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ تمام دنیا باہم ایک ہوجائے۔ کرنسی کے معاملہ پر ساری دنیا کو متحد ہونا چاہئے۔ فری بزنس اور ٹریڈ میں بھی تمام دنیا کو متحد ہونا چاہئے اور freedom of movement اور امیگریشن کے متعلق ٹھوس اور قابلِ عمل پالیسیاں بنانی چاہئیں تا کہ دنیا باہم متحد ہوجائے۔ درحقیقت ممالک کو ایک دوسرے سے تعاون کے مواقع تلاش کرنے چاہئیں تا کہ تفریق کو اتحاد میں بدلا جاسکے۔ اگر یہ اقدامات کئے جائیں گے تو جلد ہی موجودہ جھگڑے ختم ہوجائیں گے اور ان کی جگہ امن اور باہمی احترام کا بول بالا ہوگا بشرطیکہ حقیقی انصاف کا قیام ہو اور ہر ملک اپنی ذمہ داری کا احساس کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے، گو یہ اسلامی تعلیم ہے لیکن اسلامی ممالک آپس میں اتحاد قائم کرنے کے قابل نہیں ہوسکے۔ اگر یہ باہم تعاون کرنے اور اتحاد قائم کرنے کے قابل ہوجاتے تو مسلمان ممالک کو اپنی ضروریات اور مسائل کے حل کے لئے مسلسل مغربی

امداد پر انحصار نہ کرنا پڑتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان الفاظ کے ساتھ مَیں اب دنیا میں دیرپا امن کے قیام کے لئے حقیقی اسلامی تعلیم پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تو اسلام کی سب سے بنیادی تعلیم یہ ہے کہ سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے ہر امن پسند محفوظ ہو۔ یہ مسلمان کی وہ تعریف ہے جو بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہے۔ کیا اس بنیادی اور خوبصورت اصول کو سننے کے بعد بھی کوئی اعتراض اسلام پر اٹھ سکتا ہے؟ یقیناً نہیں۔ اسلام یہ سکھاتا ہے کہ وہ جو اپنی زبان اور ہاتھ سے ناانصافی اور نفرت کا پرچار کرتے ہیں، وہی قابلِ مواخذہ ہیں۔ چنانچہ مقامی سطح سے لے کر عالمی سطح تک اگر تمام فریق اس سنہرے اصول کی پابندی کرنے لگیں تو ہم دیکھیں گے کہ کبھی بھی مذہبی فساد پیدا نہ ہوگا اور کبھی بھی سیاسی مسائل پیدا نہ ہوں گے اور نہ ہی لالچ اور اقتدار کی ہوس کے باعث فساد پیدا ہوگا۔ اگر اسلام کے یہ سچے اصول اپنا لئے جائیں تو ممالک میں عوام الناس ایک دوسرے کے حقوق اور جذبات کا خیال رکھیں گے، حکومتیں تمام شہریوں کے تحفظ کے لئے اپنی ذمہ داری ادا کریں گی اور عالمی سطح پر ہر ایک قوم سچی ہمدردی اور محبت کے جذبہ کے تحت ایک دوسرے سے مل جل کر کام کرے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک اور کلیدی اصول جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے وہ یہ ہے کہ امن قائم کرنے کی کوشش میں یہ ضروری ہے کہ کوئی فریق کسی بھی طور پر فخر اور تکبر کے جذبات کا اظہار ہرگز نہ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر بڑے شاندار انداز میں کر کے بھی دکھا دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مشہور کلمات ادا کیے کہ کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت ہے۔ نہ ہی یورپین قوم دیگر قوموں سے اعلیٰ یا افضل ہے اور نہ ہی افریقن، ایشین اور دنیا کے کسی بھی علاقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ کسی دوسرے سے افضل ہیں۔ قومیتوں، رنگوں اور نسلوں کا اختلاف صرف اور صرف شناخت اور پہچان کے لئے ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سچ تو یہ ہے کہ جدید دنیا میں ہم سب ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ یہاں تک کہ آج کی عالمی طاقتیں یورپ اور امریکہ وغیرہ کسی طور بھی دوسروں سے منقطع ہو کر گزارہ نہیں کر سکتیں۔ افریقن ممالک بھی کسی طور دیگر ممالک سے الگ ہو کر اپنے وجود کو قائم نہیں رکھ سکتے اور ترقی حاصل کرنے کی امید نہیں کر سکتے اور یہی حال ایشین ممالک اور دنیا کے کسی بھی حصہ سے تعلق رکھنے والوں کا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ اپنی معیشت کو بہتر بنانا چاہتے ہیں تو آپ کو لازمی طور پر عالمی تجارت میں حصہ لینا ہوگا۔ اس بات کی واضح مثال کہ کس طرح دنیا باہم ایک دوسرے سے منسلک ہے، یہ ہے کہ گزشتہ چند سالوں سے یورپین معاشی بحران یا عالمی معاشی بحران نے دنیا کے کم و بیش ہر ملک کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ مزید یہ کہ ممالک کا سائنس کے میدان میں ترقی کرنا یا دیگر شعبوں میں مہارت حاصل کرنا اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ باہمی تعاون کریں اور ایک دوسرے کی مدد کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ دنیا کے رہنے والے چاہے وہ افریقہ، یورپ، ایشیا یا کسی بھی علاقہ سے تعلق رکھتے ہوں، ان سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلیٰ ذہنی استعدادیں عطا کی گئی ہیں۔ اگر تمام لوگ بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے اپنی خدا داد صلاحیتوں کو بہترین انداز میں بروئے کار لائیں تو یہ دنیا پُر امن جنت بن سکتی ہے۔ تاہم اگر ترقی یافتہ قومیں دیگر کم ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ممالک کا استحصال کریں اور ان قوموں کے زرخیز ذہنوں کو ترقی کے مواقع فراہم نہ کریں تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ اضطراب پھیلے گا اور بے چینی عالمی امن اور تحفظ پر غالب آجائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: امن کو فروغ دینے کے لئے اسلام کا ایک اور سنہرا اصول یہ ہے کہ دوسروں کے حقوق تلف کئے جا رہے ہوں تو ہم اس بات کو ہرگز برداشت نہ کریں۔ جس طرح ہم اپنی حق تلفی ہوتی نہیں دیکھ سکتے اسی طرح ہمیں دوسروں کے لئے بھی اس چیز کو قبول نہیں کرنا چاہئے۔ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ جہاں سزا دینی پڑے وہاں یہ خیال رکھا جائے کہ یہ سزا اصل قصور سے ضرور مناسبت رکھتی ہو تاہم اگر معاف کرنے سے اصلاح ہوتی ہو تو معاف کرنے کو ترجیح دینی چاہئے اور اصل اور بنیادی مقصد اصلاح، مفاہمت اور دیرپا امن کا قیام ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تاہم درحقیقت جو آج کل ہو رہا ہے، اگر کوئی شخص بدی یا ناانصافی کرتا ہے تو متاثرہ شخص اس سے ایسا انتقام لینے کا خواہشمند ہوتا ہے جو بالکل بھی اصل قصور سے مناسبت نہیں رکھتا اور اصل ناانصافی سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ یہ بعینہٖ وہی صورتِ حال ہے جو ہم آج فلسطین اور اسرائیل کے مابین بڑھتے ہوئے تنازعہ میں دیکھ رہے ہیں۔ شام، لیبیا اور مصر میں حالات کی کشیدگی پر اہم طاقتوں نے بڑا کھل کر غم و غصہ اور تشویش کا اظہار کیا ہے۔ حالانکہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ درحقیقت ان ممالک کے داخلی مسائل تھے، لیکن فلسطینیوں کے معاملہ پر ایسا لگتا نہیں کہ یہ طاقتیں کوئی تشویش رکھتی ہیں یا اس جتنی تشویش رکھتی ہیں۔ اس قسم کے دوغلے معیار مسلمان ممالک کے لوگوں کے دلوں میں دنیا کی اہم طاقتوں کے خلاف رنجشیں اور کینہ کو بڑھا رہے ہیں۔ یہ غصہ اور دشمنی انتہائی خطرناک ہے اور کسی بھی وقت کسی ہولناک منظر کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ ترقی پذیر ممالک میں کیا کیا نقصان ہو جائے گا؟ کیا وہ زندہ بھی رہ پائیں گے؟ ترقی یافتہ ممالک کتنے متاثر ہوں گے؟ یہ صرف خدا ہی جانتا ہے۔ میں اس کا جواب نہیں دے سکتا اور کوئی شخص بھی اس بات کا جواب نہیں دے سکتا۔ جو بات ہمیں معلوم ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کا امن بہرحال تباہ ہو جائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بات بھی واضح رہے کہ مَیں کسی ایک ملک کے حق میں بات نہیں کر رہا۔ جو مَیں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہر قسم کا ظلم وستم، جہاں کہیں بھی ہو، قطع نظر اس کے کہ اس ظلم کا ارتکاب فلسطینیوں کی طرف سے ہو یا اسرائیلیوں کی طرف سے یا دنیا کے کسی بھی ملک کی جانب سے، ہر حال میں اس کا خاتمہ ہونا چاہئے اور اسے بند ہونا چاہئے۔ مظالم کو بند ہونا چاہئے کیونکہ اگر انہیں پھیلنے دیا جائے تو نفرت کے شعلے لازماً تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور پھر یہ نفرت اس حد تک بڑھ جائے گی کہ دنیا حالیہ معاشی بحران سے پیدا ہونے والے مسائل کو بھی بھول جائے گی اور اس کی جگہ پہلے سے بھی بڑھ کر ہولناک صورتِ حال کا سامنا ہوگا۔ اس قدر جانیں ضائع ہوں گی کہ ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ پس یہ یورپین ممالک، جو دوسری جنگ عظیم میں بڑے نقصان دیکھ چکے ہیں، ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماضی کے تجربہ سے سبق حاصل کریں اور دنیا کو تباہی سے بچائیں۔ ایسا کرنے کے لئے انہیں انصاف کے تقاضے پورے کرنا ہوں گے اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام اس بات پر بہت زور دیتا ہے کہ ہمیشہ کھرا اور منصفانہ عمل رکھا جائے۔ اسلام سکھاتا ہے کہ ترجیح دیتے ہوئے کسی بھی فریق کا ناجائز ساتھ نہ دیا جائے۔ ہونا یہ چاہئے کہ برا عمل کرنے والے کو معلوم ہو کہ اگر وہ کسی ملک سے ناانصافی کا سلوک کرنے کی کوشش کرے گا تو قطع نظر اس سے کہ اس کا کیا مقام اور کیا رتبہ ہے، عالمی برادری اُسے ایسا ہرگز نہ کرنے دے گی۔ اگر اقوامِ متحدہ کے ممبر ممالک، وہ ممالک جو یورپین یونین سے مستفید ہوتے ہیں اور وہ ممالک جو بڑی طاقتوں کے زیرِ اثر ہیں اور غیر ترقی یافتہ ممالک بھی، اس اصول کو اختیار کر لیں تو صرف اسی صورت میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مزید یہ کہ اگر صرف وہ ممالک جو اقوامِ متحدہ میں ویٹو پاور رکھتے ہیں اس بات کو سمجھ جائیں کہ ان سے بھی ان کے اعمال کی جواب طلبی کی جائے گی تو حقیقی طور پر انصاف قائم ہو سکتا ہے۔ درحقیقت میں اس سے ایک قدم اور آگے جاؤں گا کہ ویٹو پاور کا اختیار کسی بھی صورت امن قائم نہیں کر سکتا کیونکہ اس کے مطابق واضح طور پر تمام ممالک برابر اور ایک سطح پر نہیں ہیں۔ یہ بات مَیں نے سال کے آغاز میں امریکہ کے اہم رہنماؤں اور پالیسی میکرز سے Capitol Hill میں خطاب کرتے ہوئے بھی کہی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر ہم اقوامِ متحدہ کی ووٹنگ کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہم دیکھیں گے کہ ویٹو پاور کا استعمال صرف ان کے حق میں نہیں ہوا جن پر ظلم کیا گیا اور جو سیدھی راہ پر گامزن تھے بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض مواقع پر ویٹو پاور کا غلط استعمال بھی کیا گیا اور ظلم ختم کرنے کی بجائے ظالم کی مدد کی گئی۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جو ڈھکی چھپی ہو یا جس کا کسی کو علم نہ ہو بلکہ بہت سے مبصّرین اس بارے میں کھل کر اظہارِ خیال کرتے ہیں اور لکھتے رہتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسلام کی ایک اور خوبصورت تعلیم یہ ہے کہ معاشرہ میں امن کا قیام اس بات کا متقاضی ہے کہ اپنے غصہ کو ایمانداری اور انصاف کے اصولوں پر حاوی کرنے کی بجائے، ضبط کیا جائے۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ حقیقی مسلمان ہمیشہ اس اصول پر کاربند رہے اور جنہوں نے اس اصول کی پابندی نہیں کی ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اس کے باوجود بدقسمتی سے آج ایسی صورتحال نہیں ہے۔ ایسے واقعات دیکھنے میں آتے ہیں کہ فوجیں اور سپاہی جو امن کے قیام کے لئے بھجوائے جاتے ہیں وہ ایسے کام کرتے ہیں کہ جو ان کے مقاصد سے سراسر مختلف ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر بعض ممالک میں باہر سے آئے ہوئے فوجیوں نے مخالفین کی لاشوں سے انتہائی توہین آمیز سلوک کیا۔ تو کیا اس طریق سے امن قائم ہو سکتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایسے سلوک کا ردّعمل پھر متاثرہ ملک تک محدود نہیں رہتا بلکہ تمام دنیا میں اس کا اظہار ہوتا ہے اور ظاہری بات ہے کہ اگر مسلمانوں سے برا سلوک کیا گیا ہو تو مسلمان انتہا پسند اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور دنیا کا امن برباد ہو جاتا ہے۔ اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ امن صرف اس